بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تَكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوۡا دِيۡنَهُمۡ وَكَانُوۡا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزۡبٍۢ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعۃ المبارک

"۸ فروری ۲۰۱۳ بمطابق ۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۴ ھجری"

عنوان

☆ کامیاب مومن کون؟

زیر اہتمام: شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد الرحمٰن، نئی آبادی اٹاری سروبہ، لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمدللہ ہمارا کسی فرقہ، کسی مسلک، کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت، لسانیت اور فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کے لیے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہٰذہ ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نورِ قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری کوتاہی ہے۔ اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کے لیے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کے لیے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

زیرِ نگرانی: محترم جاوید اختر جوہری صاحب

صدر جوہری ٹرسٹ و جامع مسجد الرحمٰن

اب آپ خطبہ جمعۃ المبارک انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.johritrust.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿ۙ۳﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ وَ الَّذِیۡنَ
ہُمۡ لِفُرُوۡجِہِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤی اَزۡوَاجِہِمۡ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُمۡ فَاِنَّہُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ
الۡعٰدُوۡنَ ۚ﴿۷﴾ (المومنون:۱ تا ۷)

ترجمہ:

بے شک دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گئے ایمان والے۔ وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں۔ اور وہ جو ہر بیہودہ امر سے منہ پھیرتے ہیں اور وہ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ بجز اپنی بیویوں کے اور ان کنیزوں کے جو ان کے ہاتھوں کی ملکیت ہیں تو بیشک انھیں ملامت نہ کی جائے گی اور جس نے تلاش کیا ان دو کے ماسوا تو یہی لوگ ہیں جو حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ رب العزت نے ''مومنین'' کی صفات بیان فرمائی ہیں کہ صحیح معنی میں ''مومن'' کون لوگ ہیں؟ ان کی صفات کیا ہیں؟ وہ کیا کام کرتے ہیں اور کن کاموں سے بچتے ہیں؟ ساتھ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ جو مؤمنین ان صفات کے حامل ہوں گے، ان کو فلاح حاصل ہوگی۔

کامیابی کا مدار عمل پر ہے:

ان آیات کی ابتداء ہی ان الفاظ سے فرمائی:

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ○

یعنی ان مؤمنین نے فلاح پائی جن کے اندر یہ صفات ہیں، اس سے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ اگر مسلمان فلاح چاہتے ہیں تو ان اعمال کو اختیار کرنا ہوگا، یہ صفات اپنانی ہوں گی اور اس بات کی پوری کوشش کرنی ہوگی کہ جو باتیں یہاں بیان کی جارہی ہیں ان کو اپنی زندگی کے اندر داخل کریں، کیونکہ اسی پر مسلمانوں کی فلاح کا دارومدار ہے اور اسی پر فلاح موقوف ہے۔

فلاح کا مطلب:

پہلے یہاں یہ بات سمجھ لیں کہ ''فلاح'' کا مطلب کیا ہے؟ جب ہم اردو زبان میں ''فلاح'' کا ترجمہ کرتے ہیں تو عام طور پر اس کا ترجمہ ''کامیابی'' سے کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ ہمارے پاس اردو زبان میں اس کے معنی ادا کرنے کے لئے کوئی لفظ نہیں ہے، اس وجہ سے مجبوراً اس کا ترجمہ ''کامیابی'' سے کر دیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت میں عربی زبان کے لحاظ سے ''فلاح'' کا مفہوم اس سے بہت زیادہ وسیع اور عام ہے، اس لفظ کے اصل معنی یہ ہیں ''دنیا اور آخرت میں خوشحال ہونا'' دنیا و آخرت دونوں کی خوشحالی کے مجموعے کو ''حیَّ عَلَی الفلاح'' آؤ فلاح کی طرف، اذان کے اس کلمہ سے بھی یہ بات بتائی جاتی ہے کہ اگر تم دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی اور خوشحالی چاہتے ہو تو نماز کے لئے آؤ اور مسجد میں پہنچو۔

بہر حال! ''فلاح'' کا لفظ بڑا ہی جامع اور مانع ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے، وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔

یعنی جو لوگ تقویٰ اختیار کرنے والے ہیں اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں، قرآن پر اس پہلے نازل ہونے والی تمام کتابوں پر ایمان رکھنے والے ہیں، یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ لہٰذا ''فلاح'' کا لفظ بڑا جامع ہے اور دنیا و آخرت کی تمام خوشحالیوں کو شامل ہے۔

کامیاب مؤمن کی صفات:

اس ''سورۃ المؤمنون'' میں یہ کہا جارہا ہے کہ وہ مؤمن فلاح پائیں گے جن کے اندر وہ صفات ہوں گی جو آگے مذکور ہیں، پھر ایک ایک صفت کو بیان فرمایا کہ وہ مؤمن فلاح پائیں گے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں اور بیہودہ اور فضول باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور زکوٰۃ کے حکم پر عمل کرتے ہیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور اپنی امانتیں اور اپنا عہد کو پورا کرنے والے ہیں۔ یہ ہیں ساری صفات جو ان آیات کریمہ میں بیان فرمائی ہیں ان میں سے ہر صفت تفصیل اور تشریح چاہتی ہے، ان صفات کا مطلب سمجھنے کی ضرورت ہے، اگر ان صفات کا صحیح مطلب اللہ العزت ہمارے ذہنوں میں پیدا فرمادیں اور ان صفات پر عمل کی توفیق عطا فرمادیں، تو انشاء اللہ ہم سب فلاح یافتہ ہیں۔ اس لئے خیال آیا کہ ان صفات کو تفصیل سے بیان کردیا جائے۔

پہلی صفت: خشوع

پہلی صفت یہ بیان فرمائی کہ مؤمن فلاح یافتہ ہیں جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔ گویا کہ فلاح کی اولین شرط اور فلاح کا سب سے پہلا راستہ یہ ہے کہ انسان نہ صرف یہ کہ نماز پڑھے بلکہ نماز میں خشوع اختیار کرے۔ کیونکہ نماز ایسی چیز ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ٦٢ سے زیادہ مقام پر اس کا حکم فرمایا ہے، حالانکہ اگر ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ حکم دیدیتے تو بھی کافی تھا، کیونکہ ایک مرتبہ بھی قرآن کریم میں کسی کا حکم آجائے تو اس کام کو کرنا انسان کے ذمے فرض ہوجاتا ہے، لیکن نماز کے بارے میں باسٹھ مرتبہ حکم دیا کہ نماز قائم کرو۔ اس کے ذریعے اس حکم کی اہمیت بتانا مقصود ہے کہ نماز کو معمولی مت سمجھو اور یہ نہ سمجھو کہ یہ روزمرہ کی روٹین ہے اور ایک معمولی چیز ہے، بلکہ مؤمن کے لئے دنیا و آخرت میں کامیابی کے لئے سب سے اہم کام نماز ہے نماز کی حفاظت کرنا ہے، اور نماز کو اس کے احکام اور آداب کے ساتھ بجالانا ہے۔

حضرت عمر فاروق کا دور خلافت:

حضرت عمرؓ فاروق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ ہیں ان کے زمانہ خلافت میں مسلمانوں کو فتوحات بہت زیادہ ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں کے ہاتھوں قیصر و کسریٰ کی شوکتوں کا پرچم سرنگوں کیا، قیصر و کسریٰ کے محلات مسلمانوں کے قبضے میں آئے۔ اگر حضرت عمرؓ کی سلطنت کا موجودہ دور میں حساب لگایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کی زیر نگیں ممالک کا کل رقبہ آج کے ۱۵ ملکوں کے برابر ہے، یعنی آج پندرہ ممالک ان جگہوں پر قائم ہیں جہاں حضرت عمر فاروقؓ کی حکومت تھی۔ یہ ایسے امیر المؤمنین تھے کہ فرماتے تھے کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مرجائے تو مجھے ڈر ہے کہ مجھ سے آخرت میں یہ سوال ہوگا کہ اے عمر! تیری حکومت میں ایک کتا بھوکا مرگیا تھا، اتنی زیادہ ذمہ داری کا احساس کرنے والے تھے۔ ان کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خوشحالی بھی عطا فرمائی تھی، کوئی شخص ان کی حکومت میں بھوکا نہیں تھا، سب کو انصاف مہیا تھا، عدل و انصاف کا دور دورہ تھا، مسلمانوں کے ساتھ، غیر مسلموں کے ساتھ، مردوں کے ساتھ، عورتوں کے ساتھ، بوڑھوں کے ساتھ، بچوں کے ساتھ انصاف کا عظیم نمونہ حضرت عمر فاروقؓ کی حکومت نے پیش کیا۔

حضرت عمرؓ کا سرکاری فرمان:

اتنی بڑی حکومت کے جتنے فرمان رواں تھے اور مختلف صوبوں میں جتنے گورنر مقرر تھے اور مختلف شہروں میں جو حاکم مقرر تھے، ان سب کے نام حضرت عمر فاروقؓ نے ایک سرکاری فرمان بھیجا،

ان اہم امرکم عندی الصلاۃ فمن حفظھا وحافظ علیھا حفظ دینہ ومن ضیّعھا فھو لما سواھا اضیع۔

’’میرے نزدیک تمہارے کاموں میں سب سے اہم کام نماز ہے، جس شخص نے نماز کی حفاظت کی اور اس پر مداومت کی، اس نے اپنے دین کی حفاظت کی، اور جس شخص نے نماز کو ضائع کیا، وہ اور چیزوں کو ضائع کرے گا۔‘‘ ضائع کرنے کے معنی یہ بھی ہیں کہ وہ نماز نہیں پڑھے گا، اور یہ معنی بھی ہیں کہ نماز پڑھنے میں لاپرواہی کرے گا۔

نماز کو ضائع کرنے سے دوسرے امور کا ضیاع

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے حکام کو یہ فرمان اس لئے لکھ کر بھیجا کہ عام طور پر حاکم کے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ میرے سر پر تو قوم کی بہت ذمہ داریاں ہیں، لہٰذا اگر میں ان ذمہ داریوں کی خاطر کسی وقت کی نماز قربان بھی کر دوں تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ میں بڑے فریضے کو ادا کر رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے حاکموں کی اس غلط فہمی کو دور کیا کہ تم یہ مت سمجھنا کہ حاکم بننے کے بعد تمہاری ذمہ داریاں نماز سے زیادہ فوقیت رکھتی ہیں، بلکہ میرے نزدیک سب سے اہم کام یہ ہے کہ تمہاری نماز صحیح ہونی چاہیئے، اگر اس نماز کی حفاظت کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہو گے اور اگر تم نے نماز ضائع کر دی تو تمہارے دوسرے کام اس سے زیادہ ضائع ہوں گے اور پھر حکومت کا کام تم سے ٹھیک نہیں چلے گا کیونکہ جب تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو توڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق تمہارے شامل حال نہ رہی تو پھر تمہارے کام کیسے درست ہوں گے۔

حضرت عمر فاروقؓ سے زیادہ دین کا کام کرنے والا کون ہوگا؟ ان سے بڑا سیاست کا علم بردار کون ہوگا؟ ان سے بڑا جہاد کرنے والا کون ہوگا؟ ان سے بڑا داعی اور ان سے بڑا مبلغ کون ہوگا؟ لیکن وہ اپنے تمام فرمانرواؤں کو باقاعدہ یہ سرکاری فرمان جاری کر رہے ہیں کہ میرے نزدیک تمہارے سب کاموں میں سب سے اہم چیز نماز ہے، اگر تم نے اس کی حفاظت کی تو تمہارے اور کام بھی درست ہوں گے اور اگر اس کو ضائع کیا تو تمہارے اور کام بھی خراب ہوں گے۔ اور یہ بات بھی ذہن میں ہونی چاہیئے کہ تم اپنے آپ کو کافروں پر قیاس مت کرنا، غیر مسلموں پر قیاس مت کرنا اور یہ مت سوچنا کہ غیر مسلم بھی نماز نہیں پڑھ رہے ہیں مگر ترقی کر رہے ہیں، دنیا میں ان کا ڈنکا بج رہا ہے، خوشحالی ان کا مقدر بنی ہوئی ہے، اور دنیا کے اندر انکی ترقی کے ترانے پڑھے جا رہے ہیں۔ یاد رکھو! تم اپنے آپ کو ان پر قیاس مت کرنا، اللہ تعالیٰ نے مؤمن کا مزاج اور مؤمن کا طریقہ زندگی کافر کے مقابلے میں بالکل مختلف قرار دیا ہے، قرآن کریم کا کہنا یہ ہے کہ مؤمن کو فلاح نہیں ہوسکتی جب تک وہ ان کاموں پر عمل نہ کرے جو یہاں بیان کئے گئے ہیں، ان میں سے سب سے پہلا کام نماز ہے۔

نماز میں خشوع مطلوب ہے

لہٰذا تم اگر فلاح چاہتے ہو تو اس کی پہلی شرط نماز کی حفاظت ہے، پھر یہاں پر یہ نہیں فرمایا کہ وہ لوگ فلاح پائیں گے جو نماز پڑھتے ہیں بلکہ یہ فرمایا کہ وہ مؤمن فلاح پائیں گے جو اپنی نماز میں ’’خشوع‘‘ اختیار کرنے والے ہیں، خشوع کا کیا مطلب ہے؟ اس کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہم کو ’’خشوع‘‘ عطا فرمادے۔ آمین۔

دو لفظ ہیں جو عام طور پر ایک ساتھ بولے جاتے ہیں، ایک ’’خشوع‘‘ دوسرا ’’خضوع‘‘ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ فلاں نے بڑے خشوع خضوع کے ساتھ نماز پڑھی خشوع ’’ش‘‘ سے ہے اور خضوع ’’ض‘‘ سے ہے دونوں کے معنی میں تھوڑا سا فرق ہے، خضوع کے معنی ’’جسم کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دینا مطلب یہ کہ جب نماز میں کھڑے ہوئے تو تمام آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے، رکوع کیا تو اس کے آداب کے ساتھ رکوع کیا، سجدہ کیا تو اس کے آداب کے ساتھ سجدہ کیا، گویا کہ اپنے ظاہری اعضاء کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دینا‘‘ یہ معنی ہیں خضوع کے، خشوع کے معنی ’’دل کو اللہ تعالیٰ کے لیے جھکا دینا‘‘ یعنی دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر لینا، دونوں کا مجموعہ خشوع خضوع کہلاتا ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ نماز خشوع خضوع کے ساتھ پڑھو، یہ دونوں کام ضروری ہیں۔

علمائے حق نے خشوع کا یہ معنی کیا ہے کہ نماز میں خشوع کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی ساری توجہ نماز میں مرکوز کر دے، اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے منہ پھیر لے، اور وہ اپنی زبان سے جو تلاوت اور ذکر کرتا ہے اور ان کے معنی میں غور کرے، اس کے علاوہ اس کے ظاہری آداب بھی ہیں کہ نگاہ سجدہ گاہ پر مرکوز ہو، دائیں بائیں مڑ کر نہ دیکھے۔ آگے پیچھے جسم کو حرکت نہ دے، اپنی انگلیاں نہ چٹخائے، اپنے کپڑوں کو نہ سمیٹتا رہے، یعنی جیسے دل عجز و نیاز میں ہوتا ہے اسی طرح ظاہری اعضاء بھی اظہار عجز میں ہونے چاہییں۔

اللہ رب العزت ہم سب کو وہ تمام صفات اپنانے کی توفیق دے جن پر اللہ تعالیٰ نے فلاح وعدہ کیا ہے۔ (آمین)

ھٰذا ما عندی و علمہ عند اللہ عزّ و جلّ

دُعائیں

اے رب العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کو قرآنی الفاظ سے تیز فرمادے

اے رب العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے

اے رب العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھر دے

اے رب العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور کر دے

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونکا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیاہ کر دیے جائے گے

اے رب العرش العظیم ہماری مدد فرما

اے رب العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دیکھا

فانصر علی القوم الکافرین

فانصر علی القوم الظالمین

فانصر علی القوم المشرکین

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسداں بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں۔ پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جارہی ہے۔ آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ میراث واپس مل جائے اور عظمت رفتہ بحال ہوجائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ